42220 ـ والد اپنے بیٹے کا نفقہ کب تك برداشت کریگا ؟

سوال

میری بہن کا بیٹا اپنے باپ کے ساتھ رہتا تھا بعد میں ہمارے ساتھ رہنے لگا، میں نے اس شرط پر اسے اپنے ساتھ رکھنا قبول کیا کہ وہ اس کے اخراجات کی مد میں ماہانہ پانچ سو ریال دیا کریگا.
لیکن کچھ عرصہ بعد اس نے یہ مبلغ دینا بند کر دیا، اور کہنے لگا کہ اس کا بیٹا اس کی خدمت نہیں کرتا، اور اس سے دور رہتا ہے اس لیے اس کے اخراجات بھی آپ کے ذمہ ہیں، کھانا پینا اور اس کی شادی بیاہ اور لباس گاڑی وغیرہ سب آپ کے ذمہ ہیں....
بلکہ اس کے باپ نے تو کمپنی کے کھاتے سے علاج معالجہ کرانے کی فائل بھی دینے سے انکار کر دیا، حالانکہ ملازمت کی بنا پر کمپنی کی جانب سے مفت علاج معالجہ کی سہولت دی گئی ہے.
ہمارا سوال یہ ہے کہ آیا ہمیں شرعی حق حاصل ہے کہ ہم اس کے سولہ سالہ بیٹے کے اخراجات طلب کر سکیں، کیونکہ بچہ ابھی میٹرك کا طالب علم ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

آدمی پر واجب ہے کہ اگر اس کے والدین اور اولاد محتاج اور ضرورتمند ہوں تو وہ ان پر خرچ کرے اور ان کا نان و نفقہ برداشت کرے.

خرقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" آدمی کے والدین اور اس کی اولاد اگر فقراء و محتاج ہوں اور اس کے پاس مال ہو تو اسے ان کے اخراجات برداشت کرنے پر مجبور کیا جائیگا "

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" والدین اور اولاد کے نان و نفقہ کے وجوب کی دلیل کتاب و سنت اور اجماع ہے؛ کتاب اللہ میں اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اگر وہ عورتیں تمہارے لیے (تمہارے بچے کو) دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اجرت دو .

یہاں اللہ سبحانہ و تعالی نے رضاعت کی اجرت بچے کے والد پر واجب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ان عورتوں کی روزی اور ان کا لباس ہے اچھے طریقہ کے ساتھ .

اور ایك دوسرے مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

اور تیرا پروردگار یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت مت کرو، اور والدین کے ساتھ حسن سلوك سے پیش آؤ .

ضرورت کے وقت والدین کا خرچ برداشت کرنا اور ان کے اخراجات پورے کرنا بھی ان کے ساتھ حسن سلوك میں شامل ہوتا ہے.

سنت نبویہ کے دلائل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہند رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ فرمان ہے:

" تم اتنا کچھ لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچے کو اچھے طریقہ سے کافی ہو " متفق علیہ.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" آدمی کے لیے سب سے پاکیزہ وہ ہے جو وہ اپنی کمائی سے کھاتا ہے، اور اس کی اولاد اس کی کمائی میں سے ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (3528) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اجماع کی دلیل درج ذیل ہے:

ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ:

" اہل علم کا اجماع ہے کہ فقیر و محتاج والدین جن کی کوئی آمدنی و کمائی نہ ہو اور ان کے پاس مال بھی نہ ہو ان کے اخراجات و خرچ ان کے بیٹے پر واجب ہیں.

جن سے بھی ہم نے علم حاصل کیا ہے وہ سب اہل علم اس پر متفق ہیں کہ آدمی پر اس کی ساری اولاد جن کے پاس مال نہ ہو کے اخراجات واجب ہیں "

دیکھیں: المغنی (8 / 169 - 170).

والد پر جو نفقہ واجب ہے اس کی کچھ شروط ہیں جن میں سے چند ایك درج ذیل ہیں:

بیٹا مال کا محتاج اور ضرورتمند ہو.

اور وہ چھوٹی عمر یا بیماری وغیرہ کی بنا پر کمائی کرنے سے عاجز ہو.

اور والد اپنے بیٹے پر خرچ کرنے کی استطاعت رکھتا ہو.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نفقہ واجب ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں:

پہلی شرط:

وہ فقراء و محتاج ہوں، اور ان کے پاس مال نہ ہو اور نہ ہی آمدنی و کمائی ہو جس کی بنا پر وہ کسی دوسرے کے خرچ سے مستغنی ہوں.

اگر ان کے پاس مال ہو، یا وہ کمائی و آمدنی میں کسی دوسرے کے محتاج نہ ہو تو پھر ان کا نفقہ نہیں ہوگا؛ کیونکہ یہ بطور دلجوئی واجب ہوتا ہے، اور مالدار کے لیے دلجوئی نہیں ہوتی.

دوسری شرط:

جس پر نفقہ واجب ہو رہا ہے اس کے پاس خرچ کرنے کے لیے مال اپنے اخراجات سے زائد ہو، یعنی یا تو مال زائد ہو یا پھر کمائی و آمدنی زائد ہو، لیکن اگر اس کے پاس کچھ زائد نہ ہو تو پھر اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا.

اس کی دلیل جابر رضی اللہ تعالی عنہ کی درج ذیل حدیث ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جب تم میں سے کوئی شخص فقیر و تنگ دست ہو تو وہ اپنے آپ سے شروع کرے، اگر کچھ بچ جائے تو پھر وہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے، اور اگر اس سے بھی کچھ بچ جائے تو پھر وہ اپنے قریبی رشتہ دار پر خرچ کرے "

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" تم اپنے آپ سے شروع کرو، اور پھر ان سے جو تمہاری عیالداری میں ہیں "

یہ حدیث صحیح ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" ايك شخص نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس آ كر عرض كرنے لگا:

اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم ميرے پاس ايك دينار ہے ؟

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

تم اسے اپنے آپ پر صدقہ كرو.

اس شخص نے عرض كيا: ميرے پاس ايك اور دينار ہے .

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

تم اسے اپنے بچے پر صدقہ كرو.

اس شخص نے عرض كيا: ميرے پاس ايك اور دينار ہے ؟

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: تم اسے اپنى بيوى پر صدقہ كرو.

وہ شخص كہنے لگا: ميرے پاس ايك اور دينار ہے ؟

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: اسے تم اپنے خادم پر صدقہ كرو.

اس شخص نے عرض كيا: ميرے پاس ايك اور دينار بھى ہے ؟

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: تم زيادہ بہتر جانتے ہو "

سنن ابو داود حديث نمبر (1691) علامہ البانى رحمہ اللہ نے اسے صحيح سنن ابو داود ميں حسن قرار ديا ہے.

اور اس ليے بھى كہ يہ دلجوئى ہے، چنانچہ يہ زكاۃ كى طرح محتاج پر واجب نہيں ہوگى.

تيسرى شرط:

خرچ كرنے والا وارث ہو؛ كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور وارث پر بھى اسى طرح ہے .

اور اس ليے بھى كہ ايك دوسرے كا وارث بننے والے آپس ميں رشتہ دار ہوتے ہيں، جس كا تقاضہ ہے كہ وارث

شخص دوسرے لوگوں کی بنسبت اپنے وارث بننے والے کے مال کا زیادہ حقدار ہے، اس لیے دوسروں کی بجائے نفقہ برداشت کرنے کے ساتھ صلہ رحمی کرنا خاص کر واجب ہوگا.

دیکھیں: المغنی (8 / 168 ـ 169).

چنانچہ باپ پر واجب ہے کہ وہ محتاج اور ضرورتمند بیٹے کے اخراجات اس وقت تك برداشت کرے جب تك وہ اس سے مستغنی نہیں ہو جاتا، علماء کرام نے بیان کیا ہے کہ اگر بیٹا شادی کا محتاج ہو تو باپ پر اس کی شادی کے اخراجات کرنا واجب ہوگا

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ہمارے اصحاب کا کہنا ہے کہ: اگر باپ کے ذمہ بیٹے کا نفقہ ہو اور بیٹا عفت و عصمت کا محتاج ہو تو باپ کو اپنے بیٹے کی عفت و عصمت بچانا ہوگی، بعض شافعیہ بھی اسی کے قائل ہیں.

دیکھیں: المغنی (8 / 172).

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" جیسے ہی بیٹا اپنے باپ سے مستغنی ہو جائے تو بیٹے کا باپ سے حق ختم ہو جاتا ہے، یعنی جب وہ بڑا ہو کر اپنے لیے کمائی کرنے لگے اور اپنی آمدنی کی بنا پر کسی دوسرے کا محتاج نہ رہے تو نفقہ میں اس کے باپ کا حق ختم ہو جائیگا.

لیکن جب تك وہ چھوٹا بچہ ہو، یا پھر بڑا تو ہو جائے لیکن کمائی نہ کر سکتا ہو تو پھر اس کے والد کا حق ہے کہ وہ بیٹے کے مستغنی ہونے تك نفقہ برداشت کرے، کیونکہ قرابت و رشتہ داری کی بنا پر یہ واجب ہے.

دیکھیں: المنتقی من فتاوی الشیخ الفوزان (3 / 240).

خلاصہ یہ ہوا کہ:

والد کو اپنی رعایا کے بارہ میں اللہ کا تقوی و ڈر اختیار کرنا چاہیے، اگر وہ اپنے بیٹے کی تعلیم و علاج معالجہ وغیرہ امور کی استطاعت رکھتا ہے تو اسے اس میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیے، بلکہ بیٹے کی ضروریات پوری کرے.

ہماری آپ کو یہی نصیحت ہے کہ آپ شرعی عدالت میں مقدمہ لے جانے سے قبل اصلاح پسند افراد کے ذریعہ سے باپ کو وعظ و نصیحت کریں، اور باپ بیٹے کے مابین اصلاح کی کوشش کریں.

کیونکہ راضی و خوشی اخراجات برداشت کرنا اور مقدمات سے دور رہنا باپ کا اپنے بیٹے پر راضی ہونا اور سلیم قلب ہونے کے زیادہ قریب ہے.

اسی طرح ہم بیٹے کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ کوئی ملازمت یا کام تلاش کر کے اپنے باپ کے نفقہ سے مستغنی ہو اور خاص کر جب بیٹا جوان ہو چکا ہے، اور اسے تعلیم اور ملازمت و کام کاج سب کو جمع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ یہ کوئی مشکل کام نہیں بلکہ بہت آسان ہے، اور پہلے بھی بہت سارے لوگ ایسا کرتے رہے، جو کوئی اللہ سے غنا چاہتا ہے اللہ تعالی اسے غنی کر دیتا ہے.

لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے اور باپ اپنے موقف پر اصرار کرے تو اس حالت میں اپنا مقدامہ قاضی کی عدالت میں لے جانے میں کوئی مانع اور حرج نہیں، تا کہ شرعی طور پر باپ پر جو واجب ہوتا ہے اس کی ادائیگی کرو سکے.

لیکن یہ یاد رہے کہ معاملہ جتنا بھی عدالتوں اور مقدموں سے دور رہے زیادہ بہتر ہے.

واللہ اعلم .